

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

# آداب حاضری

تصنیف

محمد یسین اجمل چشتی

نام کتاب : آداب حاضری  
مصنف : محمد پسین اجمل چشتی  
کپوزنگ : علی اجمل چشتی  
پروف ریڈنگ : محمد حنان قادری  
سرورق : محمد ندیم  
سِن اشاعت : 2024  
ناشر : گوشه درود و سلام آفیسرز کالونی نزدگی والا کمرشل ہب فیصل آباد

Email :- lets@mailaliahsan@gmail.com

Facebook :- Gosha e Darood

### فہرست

نمبر شمار	موضوع	صفحہ نمبر
1	حرف آغاز	5
2	قرآن مجید اور آداب بارگاہ رسالت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم	11
3	صحابہ کرام اور آداب بارگاہ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم	16
4	دیار رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حاضری اور اکابرین امت	21
5	مدینہ طیبہ کی فضیلت	25
6	مدینہ شریف کی فضیلت میں احادیث مبارکہ	28
7	روضۃ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حاضری کے فضائل	31
8	ریاض الجنۃ کی فضیلت	33
9	مدینہ شریف کے راستوں کے آداب	38
10	حاضری کے آداب	41
11	زارین مدینہ کے نام اہم پیغام	49

## انتساب

عاشق رسول، فنا فی الرسول، واقف آداب و اصول  
 علامہ مولانا نور الدین عبد الرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ  
 کے نام جن کے عشق، تعظیم اور جذب و کیف کی یاد آج بھی دلوں کو گرماتی  
 اور روشن کرتی ہے۔

گر قبول افتداز ہے عز و شرف  
 محمد یسین اجمل چشتی

یا شفیع المذنبین بارگناہ آورده ام  
 بر درت ایں بار با پشت دو تا آورده ام  
 چشم رحمت بر کشا مونے سپید من غفر  
 گرچہ از شرمندگی روئے سیاه آورده ام

ترجمہ:

اے گنہگاروں کے شفاعت فرمانے والے! میں گناہوں کا بوجھ لے کر آیا ہوں اور  
 میں اپنی خسیدہ کمر پر یہ بوجھ لادے ہوئے آپ کی بارگاہ میں حاضر ہوا ہوں، اپنی  
 رحمت کی آنکھ کھولئے اور میرے ان سفید بالوں کو دیکھئے۔ اگرچہ میں پشیمانی سے  
 سیاه چہرہ لے کر آیا ہوں۔

(مولانا جامی رحمۃ اللہ علیہ)

## حرف آغاز

اللہ عزوجل کی وحدانیت، رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رسالت و خاتمیت، اللہ کے فرشتوں، گزشتہ آسمانی کتب و صحائف، انبیائے سابقہ، تقدیر اور روزِ حساب کے اقرارِ زبانی اور تصدیقِ قلبی کا نام ایمان ہے، مگر ایمان کی تکمیل کا دار و مدار محبت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ہے، گویا رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت ہی اصل ایمان اور بنائے ایمان ہے۔ آقائے کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فرمان ہے ”تم میں سے کوئی اس وقت تک مومن نہیں ہو سکتا جب تک کہ میں اسے اس کے باپ، اولاً اور تمام لوگوں سے زیادہ محبوب نہ ہو جاؤں۔“

لہذا محبتِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ کے قرب، عبادات کے خشوع اور ایمان کی ترقی کا باعث ہے، اس محبت میں جس قدر کمال حاصل ہو گا، انسان کا ایمان بھی کمال کی اتنی ہی منازل طے کرتا جائے گا۔

یہ حقیقت ہے کہ محب ہمیشہ کثرت کے ساتھ محبوب کے ذکرو اذ کار بھی کرتا ہے اور اس کے دیدار کی خواہش بھی محب کو یقیناً رکھتی ہے حتیٰ کہ محبوب سے منسوب ہر چیز محب کی آنکھ کا نور ہوتی ہے یہی وجہ ہے کہ اسرارِ جمالِ مصطفیٰ، اپنے محبوب آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے منسوب ہر چیز سے بے پناہ محبت کرتے

ہیں، چاہے وہ آقا کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے منسوب افراد ہوں، اشیاء ہوں، یا مقامات ہوں۔

عُشا قانِ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیے دیار رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت اور روضہ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حاضری ایسا شرف ہے جس کے حصول کے لیے وہ لمحہ بیتاب رہتے ہیں، حتیٰ کہ مدینۃ النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف جانے والے سعید بختوں کو آہوں اور اشکوں کے ساتھ رخصت کرتے ہیں اور اپنی دعائے نیم شبی میں گڑگڑا کریہی کہتے ہیں۔

حضور ایسا کوئی انتظام ہو جائے  
سلام کے لیے حاضر غلام ہو جائے  
اور جب خوش قسمتی سے کسی کواذِ حضور مل جاتا ہے، پیامِ حاضری آ جاتا ہے، انتظامات ہو جاتے ہیں، اور رو انگلی قریب آ جاتی ہے تو اس کے چمنستان دل میں بہار آ جاتی ہے، اس کے ساتھ ہی عالمِ بیتابی اور بھی بڑھ جاتا ہے، کیونکہ دل منتظرِ کو قربِ دیارِ رسول کے درمیانِ حائل ایک گھٹری بھی صدیوں پر بھاری محسوس ہوتی ہے، پیچھے رہ جانے والوں کے سلامِ شوق زادِ سفر میں سجائے در رسول کی حاضری بے مثال انعامِ الہی ہے، کیونکہ شہرِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی فضاؤں میں سانس لینا معراجِ زندگی ہے۔

مذینہ کے گلی کوچوں سے آنے والی خوشبوئیں اہل دل کے مشامِ جاں کو معطر کرتی ہیں، منبر رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت قلب و روح کی ویرانیوں کو شاداب و سیراب کرتی ہے، مسجد رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ستونوں کو دیکھتے ہی روح پر کیف و نشاط کا عالم طاری ہو جاتا ہے گنبدِ خضری کے سامنے دست بستہ کھڑے ہو کر سلام پیش کرنے کی حرمتیں جب حقیقت کا البادہ اوڑھتی ہیں تو یہ وقت ایک مومن کے لیے حسین ترین وقت ہوتا ہے۔ حاضری جب حضوری میں بدلتی ہے تو عشق خاکِ مدینہ اوڑھ کرتا حشر جوار رسول میں ابدی نیندِ سوچانے کی دعائیں کرتے ہیں۔ ان جذبات و کیفیات کے عالم میں جیحوی کی جگہ ہوشمندی درکار ہے اور دیوانگی کی بجائے فرزانگی کی اشد ضرورت ہے۔

با خدا دیوانہ باش و با محمد ہوشیار  
کیونکہ بارگاہ رسالت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مقامِ تعظیم و توقیر ہے، یہاں داستانِ غم بھی زبانِ دل سے ہی بیان ہو تو بہتر ہے، اس عظیم و جلیل بارگاہ کے سامنے اشکوں کا سیلا بھی با ادب ہو کر گز رنا چاہیے، اس بارگاہ عالیہ میں آہوں کا شور اور سانسوں کی بلند آہنگی بھی اللہ کو پسند نہیں، یہ جائے ادب ہے، مقامِ تکریم ہے، یہ دیارِ رسولِ عربی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے، یہاں ادنیٰ سے ادنیٰ بے ادبی بھی عمر بھر کی رایگانی مقدر کر دیتی ہے، یہاں آواز اوپھی کرنے والا تمام عمر کا سرمایہ گنو۔

بیٹھتا ہے، یہاں غیر محتاط رویہ اپنانے والا اللہ کی بارگاہ میں معتوب ٹھہرتا ہے، اس مقدس مقام پر آ کر ہاؤ ہو مچانے والا کمال کی بجائے زوال کا شکار ہو جاتا ہے۔  
اسی تناظر میں میرے چند اشعار پیش خدمت ہیں۔

بات اشکوں کی زبان میں ہی وہاں ہوتی ہے  
بول اوچے نہیں جا کر وہاں بولے جاتے  
باوضو ہو کے درودوں میں بہا کر آنسو  
حال دل ان کو سنانے میں مزا آتا ہے  
الہذا چاہیے کہ اس دیار مقدس میں حاضری سے پہلے اس بارگاہ کے آداب  
سیکھ لیے جائیں کیونکہ ”ادب پہلا قرینہ ہے محبت کے قریبوں میں“ آداب بارگاہ  
رسالت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قرآن پاک میں خود رب العزت نے سکھائے ہیں،  
اور اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اصحابِ ذی وقار نے ان پر عمل کر کے  
دکھایا، صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین بارگاہ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم  
میں انتہادرج کی تعظیم و توقیر کا مظاہرہ کرتے اور اتنی آہستہ آواز میں بات کرنے  
کہ بعض اوقات رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دوبارہ پوچھنا پڑتا تھا کہ کیا کہا  
گیا ہے، اور مجلس رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں صحابہ کرام ادب و احترام سے  
یوں ساکت و جامد اور گم صم بیٹھتے تھے جیسے ان کے سروں پر پرندوں نے گھونسلے بنے

کرانڈے دیئے ہوں جو سر ہلانے سے ٹوٹ جائیں گے۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی تعظیم و توقیر رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا تفصیلی ذکر ان شاء اللہ اپنے مقام پر آئے گا بھی صرف یہ واضح کرنا مقصود ہے کہ آداب بارگاہ رسالت جیسا کہ آقائے کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حیات ظاہری میں لازم و ضروری تھے بالکل اسی طرح قیامت تک لازم ہیں، اور ان آداب کی خلاف ورزی کرنے پر قرآن مجید میں جو وعدہ آئی ہے وہ بھی قیامت تک کے لیے ہے کیونکہ تا قیام قیامت ہر سال ہر صدی اور ہر زمانہ مصطفیٰ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ہے۔

اللہ کریم ہمیں آداب بارگاہ رسالت محفوظ رکھنے کی توفیق دے، تاکہ حاضریاں رایگاں نہ ہوں اور اتنے طویل انتظار کے بعد ملنے والے حاضری کے لمحات ہماری کسی بے احتیاطی کی نذر نہ ہو جائیں۔

## قرآن مجید اور آداب بارگاہ رسالت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ساری مخلوق میں سے اللہ تعالیٰ کے سب سے زیادہ برگزیدہ، مقرب اور محبوب ہیں، اللہ نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو معراج، شفاقت اور ختم رسالت جیسے بے شمار مناصب سے سرفراز فرمایا ہے، آپ کے مراتب ایسے اعلیٰ وارفع ہیں کہ ان کی حقیقت تک فہم و ادراک کی رسائی ممکن ہی نہیں ہے، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات کے ساتھ ساتھ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صفات بھی عظیم ترین ہیں، آپ سے منسوب ہر ہستی اور ہر شے عظم و اعلیٰ ہے، آپ کا گھر اور درنہایت ہی معظم و مکرم ہے، اللہ عزوجل نے اپنے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بارگاہ میں حاضر ہونے والوں کے لیے آداب کی پاسداری لازم تراویح ہے۔

اللہ کریم کو ہرگز یہ گوار نہیں کہ اس کے محبوب کی بارگاہ میں کوئی ایسی بات کی جائے جو ادب و تعظیم کے منافی ہو، یہی وجہ ہے کہ اللہ نے قرآن مجید میں اہل ایمان کو آداب بارگاہ رسالت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعلیم دی ہے تاکہ اس کے محبوب کی بارگاہ کا وقار اور عظمت سب پر عیاں ہو جائے۔

رَاعِنَا كَهْنَه کی ممانعت

جب صحابہ کرام رضی اللہ عنہم رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مجلس میں بیٹھتے تو یہودی بھی آکر بیٹھ جاتے، صحابہ کرام جب آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کے کسی ارشاد گرامی کو اچھی طرح سمجھنے پاتے تو عرض کرتے "رَاعِنَا يَا رَسُولَ اللَّهِ۔ یعنی ہم پوری طرح سمجھنیں پائے، ہماری رعایت فرماتے ہوئے دوبارہ سمجھادیجیے۔

رَاعِنَا ذُو معنی لفظ ہے، یہود بھی مجلس مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں یہی لفظ بولا کرتے تھے۔ یہود یوں کاراعنا کہنے کا مقصد ایک تو یہ تھا کہ مجلس مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں انتشار پیدا ہو اور دوسرا وہ راعنا کو کھینچ کر راعینا بنادیتے جس سے گستاخی و بے ادبی کا معنی نکلتا ہے، اور وہ لفظی ہیر پھیر کے ذریعے گستاخی کیا کرتے تھے، لہذا اللہ تبارک و تعالیٰ نے اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں ایسا لفظ بولنے کی بھی ممانعت فرمادی جس سے بے ادبی کا کوئی پہلو نکلتا ہو اور اس کے تبادل لفظ عطا فرمادیا اور حکم دیا کہ رَاعِنَا کی بجائے اُنْظُرْنَا کہا کرو یعنی ہم پر نظر کرم فرمائیے بلکہ پہلے ہی بغور سن لیا کرو تاکہ دوبارہ استفسار کرنے کی حاجت ہی نہ رہے۔ اللہ کا ارشاد ہے۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَقُولُوا رَاعِنَا وَقُولُوا اُنْظُرْنَا وَأَسْمَعُوا  
وَلِكُلِّ كَافِرٍ يُنَزَّلَ عَذَابٌ أَلِيمٌ ۝

اے ایمان والو! (نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اپنی طرف متوجہ کرنے کے لئے) رَاعِنَا مَتْ كَهَا كَرُو بِلَكَهُ أَنْظُرْ نَا (ہماری طرف نظر کرم فرمائیے) کہا کرو اور (ان کا ارشاد) بغير سنت رہا کرو، اور کافروں کے لئے دردناک عذاب ہے۔

ادب گاہیست زیر آسمان از عرش نازک تر

نفس گم کردہ می آید جنید و با یزید ایں جا

ترجمہ: اس آسمان کے نیچے عرشِ عظیم سے بھی نازک تر جگہ بارگاہ رسالت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے کہ جہاں جنید بغدادی و با یزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہما جیسی بزرگ ہستیاں بھی دم بخود حاضر ہوتی ہیں۔

رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے آگے بڑھنے کی ممانعت سورۃ الحجرات میں اللہ کا ارشاد ہے۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَقْدِمُوا بَيْنَ يَدَيِ اللَّهِ وَرَسُولِهِ وَاتَّقُوا اللَّهَ إِنَّ اللَّهَ سَمِيعٌ عَلَيْمٌ ۝

اے ایمان والو! اللہ اور اس کے رسول سے آگے نہ بڑھو اور اللہ سے ڈر و بے شک اللہ سنتا جانتا ہے۔

قربانی کے دن کچھ لوگوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پہلے قربانی کر دی تو حضور علیہ الصلوٰۃ السلام نے حکم دیا کہ دوبارہ قربانی کریں اس موقع

پر یہ آیت نازل ہوئی۔

اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کسی بھی قول یا فعل میں پیش قدمی کرنا خلافِ ادب ہے جس سے سختی سے منع کیا گیا ہے، اس آیت میں اہل ایمان کو یہ حکم دیا جا رہا ہے کہ وہ اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے آگے نہ بڑھیں، اللہ سے آگے بڑھنا تمکن ہی نہیں تو مراد یہی ہے کہ اللہ کے رسول سے آگے نہ بڑھو یعنی آگے بڑھنے کی بجائے غلاموں کی طرح ہر معاملے میں پیچھے رہو، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی غلامی اور نیازمندی تو پہلے ہی عیاں تھی اس حکم کے بعد وہ اور بھی محتاط ہو گئے، جب چلتے تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پیچھے پیچھے رہتے، کوئی نیا پھل آتا تو سب سے پہلے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں پیش کرتے، مجلسِ طعام میں ہوتے تو جب تک رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کھانے کا آغاز نہ کرتے تب تک کوئی بھی نہ کھاتا، ہر معاملے میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رائے کو مقدم رکھتے اور اپنی آوازوں کو حتی الامکان پست رکھتے۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حضور آوازوں پر خصی کرنے کی ممانعت سورۃ الحجرات میں ہے۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَرْفَعُوا أَصْوَاتُكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِيٍّ وَلَا تَجْهَرُوا إِلَهٌ بِالْقَوْلِ كَجَهْرٍ بِعَضِّكُمْ لِبَعْضٍ أَنْ تَحْبِطَ أَعْمَالَكُمْ وَأَنْتُمْ

## لَا تَشْعُرُونَ ۝

اے ایمان والو! اپنی آوازیں نبی کی آواز سے اوپھی نہ کرو اور ان کے حضور یوں  
چلا کر بات نہ کرو جیسے آپس میں ایک دوسرے کے سامنے چلاتے ہو کہیں  
تمہارے اعمال ضائع نہ ہو جائیں اور تمہیں خبر ہی نہ ہو۔

یعنی جب بارگاہِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں حاضری دو تو ادب و  
احترام کی تصویر بن جاؤ، عاجزی و انکساری کا نمونہ بن جاؤ، تمہاری آواز ہرگز  
تمہارے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آواز سے اوپھی نہ ہونے پائے، اور اس  
نازک معاملے میں بے حد محتاط رہو، کیونکہ ایسی بے ادبی کرنے والے کی متاع  
حیات یوں لٹتی ہے کہ لئنے والے کو خبر بھی نہیں ہوتی۔

یعنی اللہ اعمال ضائع کر دیتا ہے اور اسے پتا بھی نہیں چلتا، معلوم ہوا کہ  
بارگاہ رسالت کے آداب سے بے احتیاطی و بد لحاظی کرنے والے کو اپنے نقصان کا  
پتا بھی نہیں چلتا، کیونکہ جب انسان کو اس کے گناہ کا احساس ہوتا ہے تو وہ شرمندہ  
ہوتا ہے اور جب شرمندہ ہوتا ہے تو توبہ کرتا ہے، اور اپنی اصلاح کی کوشش میں لگ  
جاتا ہے لیکن گستاخ رسول، اللہ کو ایسا ناپسند ہے کہ اللہ اس سے اس کے نقصان کا  
شعور بھی چھین لیتا ہے تاکہ وہ توبہ بھی نہ کر سکے۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور آداب بارگاہ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کا مبارک طریقہ اور طرز عمل ہمارے لئے آداب و تعظیم سمجھنے کا بہترین پیانا ہے، ہم صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے عاجزانہ اور محبانہ انداز اور غلامانہ اطوار سے یہ سمجھ سکتے ہیں کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم جب آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کو مخاطب کرتے تو کیسے کرتے؟ وہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مجلس میں کن ألفاظ، کس اسم، کس لقب، کس کنیت یا کس شرف سے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو پکارا کرتے تھے؟

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اپنے آقا و مولا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کچھ یوں مخاطب کرتے تھے، "فادِک ابی و امی یا رسول اللہ۔ اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، ہمارے ماں باپ آپ پر قربان، کبھی کہتے، یا رسول اللہ، یا حبیب اللہ، یا نبی اللہ، سوچیے کہ وہ کس مودبانہ انداز سے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مخاطب کیا کرتے تھے، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی مبارک زندگیاں تعظیم مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے واقعات سے بھر پور ہیں اختصار اچنڈ کا ذکر کیا جاتا ہے۔

حضرت مسیح بن محرر محدث رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں (صلح حدیبیہ کے موقع پر) عروہ بن مسعود کفار کی طرف سے وکیل بن کر بارگاہ رسالت صلی اللہ علیہ

وآلہ وسلم میں آیا، وہ وہاں پر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے جذبہ عشق و محبت اور معمولاتِ ادب و تعظیم کا مشاہدہ کرتا رہا، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب بھی اپنا لعاب دہن پھینکتے تو کوئی نہ کوئی صحابی اسے اپنے ہاتھ پر لے لیتا اور اسے بڑے احترام و مسرت سے اپنے چہرے اور بدن پر مل لیتا، جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کسی بات کا حکم دیتے تو اس کی فی الفور تعمیل کی جاتی، جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وضو فرماتے تو لوگ آپکے استعمال شدہ پانی کو حاصل کرنے کے لئے ٹوٹ پڑتے (اور ایک دوسرے پر سبقت لے جانے کی کوشش کرتے، ہر ایک کی خواہش یہ ہوتی کہ یہ با برکت پانی میں حاصل کروں)۔ جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم محو گفتگو ہوتے تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اپنی آوازوں کو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حضور پست رکھتے اور غایتِ تعظیم کے باعث آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چہرہ انور کی طرف نظر جما کر بھی نہیں دیکھتے تھے۔

یہ سب کچھ ملاحظہ کرنے کے بعد عروہ اپنے ساتھیوں کی طرف لوٹ گیا اور ان سے کہنے لگا: اے میری قوم! اللہ رب العزت کی قسم میں بڑے بڑے عظمیں المرتبت بادشاہوں کے دربار میں وفد لے کر گیا ہوں، مجھے قیصر روم، کسری ایران اور نجاشی جب شہ جیسے بادشاہوں کے دربار میں حاضر ہو نیکا موقع ملا ہے۔ لیکن خدا کی قسم میں نے کوئی ایسا بادشاہ نہیں دیکھا کہ اسکے درباری اسکی اس طرح تعظیم کرتے

ہوں جیسے محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے اصحاب، محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی تعظیم کرتے ہیں۔ خدا کی قسم! جب آپ تھوکتے ہیں، تو ان کا لعاب دہن کسی ناکسی (عقیدت مندر) شخص کی ہتھیلی پر ہی گرتا ہے، جسے وہ اپنے چہرے اور بدن پر مل لیتا ہے، جب وہ کوئی حکم دیتے ہیں تو اسکی بلا توقف تعمیل کی جاتی ہے، جب وہ وضو فرماتے ہیں یوں محسوس ہونے لگتا ہے کہ لوگ وضو کا استعمال شدہ پانی حاصل کرنے کیلئے ایک دوسرے کے ساتھ لڑنے مرنے پر آمادہ ہو جائیں گے، آپ کے رفقاء آپ کی بارگاہ میں اپنی آوازوں کو انتہائی پست رکھتے ہیں اور غایت تعظیم کی وجہ سے اُنکے چہرے کی طرف آنکھ بھر کے نہیں دیکھ سکتے۔ (صحیح بخاری)

ایک مرتبہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوئے تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو بلند آواز میں بات کرتے ہوئے سنا، یہ بلند آواز بے ادبی کی بناء پر تھی بلکہ اس نازِ محبت کی بناء پر تھی جو ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو بارگاہ رسالت مام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں حاصل تھا لیکن حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے یہ بھی برداشت نہ ہوا اور آپ نے فوراً اپنی بیٹی کی سرزنش فرمایا: ”خبردار آئندہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے آواز بلند نہ کرنا“۔

سورہ الحجرات میں جب تعظیمِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر مبنی آیات نازل ہوئیں تو محدثین کرام رحمۃ اللہ علیہم بیان فرماتے ہیں کہ صحابہ کرام کی حالت یہ ہو گئی تھی کہ اونچا بولنا ہی ترک کر دیا تھا اور سرگوشیوں میں بات کیا کرتے کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ ہماری آواز نا دانستہ طور پر آقا کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آواز سے بلند ہو جائے۔ حتیٰ کہ سید ناعمر فاروق رضی اللہ عنہ بھی جب رسول پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مخاطب ہوتے تو سرگوشی کے انداز میں مخاطب ہوتے اور اتنا آہستہ مخاطب ہوتے کہ بعض مرتبہ آقائے دو جہاں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی بات سمجھنے میں دشواری ہو جاتی کہ عمر کیا کہنا چاہتے ہیں۔

حضرت سائب رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں مسجد بنوی میں کھڑا تھا کہ کسی نے مجھے کنکر ماری، میں نے ادھر دیکھا تو وہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھے انہوں نے مجھے اپنے پاس بلا یا اور کہا یہ جو آدمی بول رہے ہیں، انہیں میرے پاس لاو۔ میں ان دونوں کو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس لا یا۔ تو آپ نے ان دونوں سے پوچھا کہ تم کہاں کر رہے والے ہو؟ انہوں نے کہا ہم طائف کے رہنے والے ہیں تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان سے فرمایا اگر تم اس شہر مذینہ منورہ کے رہنے والے ہو تو میں تمہیں ضرور سزا دیتا کہ تم آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مسجد میں اوپھی آواز سے بولتے ہو۔

ایک مرتبہ حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ اپنے دورِ خلافت میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ساتھ کہیں سے گزر رہے تھے راستے میں ایک تناور درخت آیا تو آپ اس درخت کے نیچے سے جھک کر گزرے، آپ کے ساتھیوں نے پوچھا یا امیر المؤمنین! اتنے اوپرے درخت کے نیچے سے آپ کا جھک کر گزرنے سمجھ میں نہیں آیا، تو آپ نے ارشاد فرمایا کہ ایک مرتبہ سرکار دو جہاں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس راستے سے گزرے تھے اور میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہمراہ تھا یہ درخت اس وقت چھوٹا تھا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس کے نیچے سے جھک کر گزرے تھے، اگر اب یہ درخت بڑا بھی ہو گیا ہے تو غیرتِ عمریہ بات گوار نہیں کرتی کہ یہاں سے سراونچا کر کے گزر جائے۔

حضرت سیدنا علی المرتضی کرم اللہ وجوہ اکرم کے متعلق منقول ہے مولائے کائنات کرم اللہ وجوہ اکرم نے اپنے مکان کی چوکھٹ مدینہ منورہ سے باہر مناسہ کے مقام پر تیار کروائی تھی، تاکہ ان پر کام کرنے سے اوزاروں کی آواز مسجد میں نہ جائے اور اس سے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے آرام میں خلل نہ آئے۔

دیار رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حاضری اور اکابرینِ امت

حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اصحابِ ذی وقار آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت و محبت کو ہر شے سے مقدم سمجھتے تھے اور بکثرت آقاۓ دو جہاں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر رہتے تھے، یہی حاضری اور زیارت ان کی غذا بھی تھی اور قلبی سکون اور روحانی تسکین کا باعث بھی، حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بارگاہ رسالت مامِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں حاضری کی وجہانی کیفیت کچھ یوں بیان کرتے ہیں۔

”اور جب میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت سے مشرف ہوتا ہوں تو دل خوشی سے جھوم اٹھتا ہے اور آنکھیں ٹھنڈی ہو جاتی ہیں،“ (مسند احمد)

مولائے کائنات سیدنا علی المرتضی رضی اللہ عنہ کا تو بچپن سے ہی یہی معمول تھا کہ کبھی نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے جданہ ہوتے تھے آپ فرماتے ہیں کہ میں یوں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پیچے پیچے چلتا جیسے دودھ چھڑایا پچاپنی ماں کے پیچے چلتا ہے۔

یہی حال تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا تھا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وصال ظاہری کے بعد صحابہ کرام رضی اللہ عنہم تعظیم و تکریم اور ادب و احترام کے

ساتھ والہانہ انداز میں روضہ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر حاضری دیا کرتے تھے صحابہ کرام کے بعد گرا کا بین امت کا بھی یہی معمول رہا کہ شہر رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا بے حد احترام کرتے اور روضہ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر حاضری دیتے ہوئے ان تمام آداب کو ملحوظ رکھتے تھے جن کی پاسداری نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ظاہری حیات میں لازمی تھی۔

امام محمد بن منکد روایت کرتے ہیں کہ میں نے حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ کو روضہ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قریب روتے ہوئے دیکھا۔ وہ کہہ رہے تھے: "یہی وہ جگہ ہے جہاں (فرقہ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) میں آنسو بھائے جاتے ہیں۔ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے: میری قبر اور منبر کے درمیان والی جگہ بہشت کے باغوں میں سے ایک باغ ہے۔ (شعب الایمان)

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما جب بھی حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ذکر کرتے روپڑتے، اور جب بھی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مکان کے پاس سے گزرتے تو (فرط محبت و فراق کے باعث) آنکھیں بند کر لیتے۔"

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے آزاد کردہ غلام نافع سے روایت ہیں کہ ابن عمر کا معمول تھا کہ جب بھی سفر سے واپس لوٹتے تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ

وسلم کے روضہ اقدس پر حاضری دیتے اور عرض کرتے:

اے اللہ کے رسول! آپ پر سلام ہو، اے ابو بکر! آپ پر سلام ہو، اے ابا جان!

آپ پر سلامتی ہو۔ (وفا الوفا)

حضرت ابو امامہ بیان کرتے ہیں:

میں نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کو حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قبر مبارک پر آتے دیکھا، انہوں نے وہاں آ کر توقف کیا، اپنے ہاتھ اٹھائے یہاں تک کہ شاید میں نے گمان کیا کہ وہ نماز ادا کرنے لگے ہیں۔ پھر انہوں نے حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں سلام عرض کیا، اور واپس چلے آئے۔“ (شعب الایمان)

حضرت داؤد بن صالح سے مروی ہے، وہ بیان کرتے ہیں کہ ایک روز خلیفہ مروان بن الحکم روضہ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آیا اور اس نے دیکھا کہ ایک آدمی حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قبر انور پر اپنا منہ رکھے ہوئے ہے۔ مروان نے اسے کہا: کیا تو جانتا ہے کہ تو یہ کیا کر رہا ہے؟ جب مروان اس کی طرف بڑھا تو دیکھا کہ وہ حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ ہیں، انہوں نے جواب دیا ہاں (میں جانتا ہوں کہ میں کیا کر رہا ہوں)، میں اللہ تعالیٰ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوا ہوں کسی پتھر کے پاس نہیں آیا۔“ (مسند احمد)

حضرت عمر بن عبد العزیز جب دیارِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں حاضری نہ دے پاتے تو اپنا ایک قاصد مدینہ منورہ میں بھیجا کرتے تھے تاکہ وہ ان کی طرف سے آقائے کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں ان کا سلام پیش کرے۔

امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی زیادہ تر زندگی مدینہ طیبہ میں گزاری لیکن کبھی مدینہ طیبہ میں جوتے نہیں پہنے۔ ساری زندگی مدینہ طیبہ میں ننگے پاؤں رہے۔ جب مدینہ کی گلیوں سے گزرتے تو دیواروں سے لگ کر چلتے کہ کہیں غلطی سے پاؤں اس جگہ نہ لگ جائے جہاں سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نعلین مبارک لگا ہو۔ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کے پاس اعلیٰ نسل کی سواریاں اور اپنے وقت کے بہترین گھوڑے تھے لیکن کبھی مدینہ کی حدود میں کسی سواری پر نہیں بیٹھے۔ ایک حج کیا و سراج کرنے نہیں گئے کہ کہیں مدینہ سے باہر جان نہ نکل جائے۔

کسی نے سلطان محمود غزنوی کو مدینہ مکّورہ کی حاضری کے دوران مسجد بنوی میں فقیرانہ لباس پہنے، کندھے پر مشکنہ اٹھائے زائرین حرم کو پانی پلاتے دیکھ کر کہا: کیا آپ غزنی کے شہنشاہ نہیں؟ یہ کیا حال بنارکھا ہے! جواب دیا: میں شہنشاہ ہوں مگر غزنی میں، اس دربار میں تو شہنشاہ بھی فقیر و گدا ہوتے ہیں۔

## مذینہ طبیبہ کی فضیلت

شہرِ مدینہ نسبت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بدولت کائنات کے تمام ترین شہروں میں اعلیٰ اور ممتاز حیثیت رکھتا ہے، یہ شہر صدیوں سے آباد تھا لیکن جو بہار، رونق، آبادی اور برکت اسے آمدِ مصطفیٰ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے حاصل ہوئی وہ بے مثال ہے، ہجرت کے بعد یثرب، مدینہ بنا اور کائنات کا حسین ترین خطہ، مومنین کا مرکزِ زگاہ اور اہل دل کا ملکا و ماویٰ بن گیا، اس کے ذراتِ رشک آفتاب، اس کی خاک سرمهٗ چشمِ عشق، اس کی زندگی حاصلِ زیست اور یہاں مرتباً باعثِ فضیلت ہو گیا، سرکارِ کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس شہرِ مقدس کو کبھی طبیبہ کہا کبھی طاہر فرمایا، کبھی اسے حرم قرار دیا، اس مبارک شہر کو حرم رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، بلدِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور دارالایمان بھی کہا گیا۔ کیونکہ یہی وہ شہر ہے جہاں سرورِ کوئین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی عمرِ عزیز کا ایک بڑا حصہ گزارا اور اس شہر میں پہلی باقاعدہ اسلامی حکومت وجود میں آئی، یہ شہر آقاۓ دو جہاں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی برکتوں اور دعاوں کا مرکز رہا۔ اس مقدس شہر کو درج ذیل وجوہات کی بناء پر فضیلت حاصل ہے۔

مدینہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا دارالہجرت ہے۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اسی شہر کی مقدس خاک میں آرام فرمائیں۔

مدینہ پاک کو ایک شرف یہ بھی حاصل ہے کہ بیت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے منبر رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تک کے ٹکڑے کو رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے باغِ جنت فرمایا۔ گویا سر کار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی گز رگاہ باغِ جنت ہے تو جہاں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم محاستراحت ہیں اس خطہ زمین کے مقام و مرتبے کا بیان کیسے ممکن ہے۔

مدینہ شریف کا ایک شرف یہ بھی ہے کہ یہاں مسجد نبوی شریف ہے جس میں ادا کی گئی ایک نماز مسجد حرام کے علاوہ دیگر مساجد میں ادا کی گئی ہزار نمازوں سے افضل ہے۔ اس شہر میں مسجد قبا شریف ہے جہاں دور کعت نفل نماز ادا کرنا ایک مقبول عمرے کے برابر ہے۔

مدینہ منورہ میں سیدہ کائنات سلام اللہ علیہا کا جگہ مبارکہ ہے جہاں آقائے دو جہاں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بکثرت تشریف لے جایا کرتے تھے۔ اس شہر مقدس میں ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم جیسے نفوس قدسیہ سکونت پذیر ہے اور اکثر کے مقابر بھی اسی شہر مقدس میں ہیں۔

مدینہ طیبہ میں جبل احمد بھی موجود ہے جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بے حد محبت کرتا ہے، حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جب جبل احمد کو اپنے قدیمین

مبارک کے لمس سے نوازا تو وہ فرط محبت سے سرکار علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اس نوازش پر جھومنے لگا اور سید الشہداء حضرت سیدنا امیر حمزہ رضی اللہ عنہ اور شہداء ائمہ رضی اللہ عنہم کی آرامگاہیں بھی اسی شہر منور میں جبل احمد کے دامن موجود ہیں اور بیہاں سے اٹھنے والی خوشبودار ہوا نئیں عشا قانِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سانسوں کے ذریعہ سے قلب و روح کو سرشار کر دیتی ہیں۔

اس شہر مقدس میں جنت البقیع موجود ہے جس میں اہل بیت رسول علیہم السلام اور اصحاب رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عشا قان رسول اور اولیائے امت کے مزارات بھی موجود ہیں۔ جنت البقیع میں کم و بیش دس ہزار صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے مزارات بغیر نام، کتبہ یا کسی نشانی کے موجود ہیں۔

بھیجا بقیع میں اس کو سلطانِ دو جہاں نے  
جس کو بھی موت آئی قدیمین مصطفیٰ میں  
شہر نبی میں اجمل مجھ کو جو موت آئے  
رکھ دینا چارپائی قدیمین مصطفیٰ میں

مدینہ منورہ میں ایسے بے شمار مساجد اور مقامات ہیں جہاں سرورِ کونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی یادیں اور اپنی خوشبوئیں بکھیری ہے چونکہ ہم اس کتاب میں مختصر ذکر کر رہے ہیں اس لیے اسی پر اکتفا کیا جا رہا ہے۔

## مدینہ شریف کی فضیلت میں احادیث مبارکہ

1۔ حضرت عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: حضرت ابراہیم علیہ السلام نے مکہ معنظہ کو حرم بنایا تھا اور مکہ مکرمہ کے لئے دعا فرمائی تھی اور میں مدینہ طیبہ کو حرم بناتا ہوں جیسا کہ ابراہیم علیہ السلام نے مکہ کو حرم بنایا تھا، اور میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کی طرح مدینہ منورہ کے مدد اور صاف میں (برکت کے لئے) دعا کرتا ہوں۔ (صحیح بخاری)

2۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: مدینہ منورہ کے راستوں پر ملائکہ مقرر ہیں، اس شہر میں نہ دجال داخل ہو سکتا ہے اور نہ مرض طاعون۔ (صحیح بخاری، کتاب البیوع)

3۔ اے اللہ! مدینہ کو بھی مکہ جیسا پیارا بنا دے، بلکہ مکہ سے بھی محبوب تر کر دے، اے اللہ! ہمارے صاف اور ہمارے مد میں برکت دے اور مدینہ منورہ کو ہمارے لئے صحیت افراد (مقام) میں تبدیل کر دے اور اس کے وباً امراض جنمہ کی طرف منتقل فرمادے۔ (صحیح بخاری، ابواب فضائل مدینہ)

4۔ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جو شخص مدینہ منورہ کی سختیوں اور مصیبتوں پر صبر کا دامن ہاتھ سے نہیں چھوڑے گا، قیامت کے روز میں اس شخص کے حق میں گواہی دوں گا یا اُس کی شفاعت کروں گا۔ (موطأ امام مالک)

5۔ مدینہ مھٹی کی مانند ہے، جو میل کچیل نکال باہر پھینکتی ہے اور خالص کو باقی رکھتی ہے۔ (صحیح مسلم، کتاب الحج)

6۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ”میری اس مسجد میں ادا کی گئی ایک نماز مسجد حرام کے علاوہ دوسری مساجد کی ادا کی گئی ہزار نمازوں سے افضل ہے۔“ (بخاری شریف)

7۔ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جس کے لئے ممکن ہو کہ وہ مدینہ منورہ میں موت کو گلے سے لگائے، اُسے چاہیے کہ وہ یہاں موت کی سعادت حاصل کرے، اس لئے کہ جس کا انتقال مدینے میں ہوگا، میں اُس کی شفاعت کروں گا۔ (جامع ترمذی)

8۔ حضرت کعب الاحباد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے جب اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تخلیق کا ارادہ فرمایا تو حضرت جبرائیل علیہ السلام کو مٹی لانے کا حکم فرمایا، جبراًیل علیہ السلام نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قبر انور کی جگہ سے سفید مٹی کی ایک مٹھی بارگاہ خداوندی میں پیش کی، پس اس مٹی کو (نہر) تسینیم کے پانی سے گوندھا گیا، پھر اُسے جنت کی نہروں میں ڈبوایا گیا، پھر اُسے آسمانوں اور زمین میں پھرا�ا گیا اور فرشتوں نے حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور ان کی فضیلت کو حضرت آدم علیہ السلام کے پہچانے سے بھی قبل جان لیا۔ (وفا الوفا از سمہودی)

9۔ حضرت معقل بن یسار رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ مدینہ میری بھرت گاہ ہے اور روئے زمین میں سے میری آخری آرام گاہ ہے۔ میری امت پر لازم ہے کہ میرے ہمسایوں یعنی اہل مدینہ کی (اس وقت تک) عزت و احترام کرے، جب تک اہل مدینہ کتابر کا رنگاب نہ کریں۔ (لمحجم الکبیر)

## روضہ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حاضری کے فضائل

- 1- حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جس نے میری قبر کی زیارت کی اس کے لیے میری شفاعت واجب ہو گئی۔ (شعب الایمان از امام نیھقی)
- 2- حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جس نے میری قبر کی زیارت کی اس کے لیے میری شفاعت حلال ہو گئی۔ (مسند البڑا از)
- 3- جو شخص میری زیارت کے لیے آیا اور اس عمل کا مقصد میری زیارت کے علاوہ اور کچھ نہیں تھا تو مجھ پر واجب ہو گیا کہ میں قیامت کے روز اس کی شفاعت کروں گا۔ (معجم الکبیر)
- 4- جس نے میرے وصال کے بعد حج کیا اور پھر میری قبر کی زیارت کی تو یہ ایسا ہی ہے جیسے اس نے میری حیات ظاہری میں میری زیارت کی۔ (اسنن الکبری)

5۔ جس نے بیت اللہ شریف کا حج کیا اور میری زیارت نہ کی، اس نے مجھ سے جفا کی۔ (الجوهر لمنظوم از ابن حجر عسکری)

6۔ جس شخص نے خلوصِ نیت سے مدینہ منورہ حاضر ہو کر میری زیارت کا شرف حاصل کیا میں قیامت کے دن اس کی شفاعت کروں گا (یا یوں فرمایا) میں اس کا گواہ ہوں۔ (شعب الایمان)

7۔ جو شخص مدینہ منورہ میں میری زیارت کے لیے حاضر ہوا قیامت کے دن اس کے لیے میری شفاعت واجب ہو گئی۔ اور جو شخص حرمن میں سے کسی ایک حرم میں وفات پا گیا وہ قیامت کے دن محفوظ و مامون اٹھایا جائے گا۔  
(اخبار المدینہ از یحییٰ حسینی)

## ریاض الجنة کی فضیلت

ریاض الجنة کا مطلب ہے باغِ جنت، یہ وہ متبرک، مکرم، معظم اور محترم مقام ہے جسے منفرد فضیلت حاصل ہے، یہ جگہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر یعنی حجرہ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے منبرِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے درمیان واقع ہے، اس کا نام ریاض الجنة ہے، یہ نام اس لئے پڑا کہ حدیث شریف میں رسول اللہ نے ارشاد فرمایا:

**مَا يَئِنَّ يَيْتَى وَمَنْبُرِي رَوْضَةٌ مِنْ رِيَاضِ الْجَنَّةِ**  
(صحیح بخاری و مسلم)

”میرے منبراً اور میرے گھر کے درمیان والی جگہ جنت کے باغوں میں سے ایک باغ ہے۔“

یعنی یہ مقام جنت سے زمین پر اتارا گیا اور دو بارہ جنت میں پہنچا دیا جائے گا اور اس جگہ پر عبادت کرنا جنت میں دخول کا سبب ہے۔

ریاض الجنة روضہ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے منبر تک تقریباً بائیس میٹر لمبی اور پندرہ میٹر چوڑی بابرکت جگہ ہے، اس جگہ کو سبز قالیں، بچھا کر باقی جگہ سے نمایاں کر دیا گیا ہے، مسجد نبوی کے ستونوں میں سے میں آٹھ ستون ایسے ہیں

جوریاں الجنتہ میں موجود ہیں جنہیں مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے باقی ستونوں سے امتیاز حاصل ہے اور یہ ستون روضہ انور کی مغربی دیوار کے ساتھ واقع ہیں۔ ان عظیم الشان متبرک ستونوں کی تفصیل کچھ اس طرح ہے۔

### ستون حنانہ

یہ منبر رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نزدیک واقع ہے۔ اس جگہ پر لکڑی کا وہ تنانصب تھا جس پر ٹیک لگا کر رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خطبہ دیا کرتے تھے، جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیے نیا منبر تیار کر دیا گیا اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خطبہ ارشاد فرمانے کے لیے اس تنے کی بجائے نئے منبر کی طرف چلے تو اس تنے سے فراقِ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں یوں رونے کی آواز آئی جیسے اونٹی کا چھوٹا بچا اپنی ماں کے فرق میں روتا اور بلکتا ہے، اس آواز کو عربی میں حنانہ کہتے ہیں، اس خشک تنے کی یاد میں اس جگہ ایک ایک پھل دارتناور گیا اور اس تنے کو ریاض الجنتہ میں دفن کر دیا گیا، جنت میں یہ تن ایک پھل سے لطف اندوڑ ہوں گے۔

### ستون ابی لبابہ

اسے ستونِ توبہ بھی کہا جاتا ہے، یہ ستون روضہ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے واقع ہے اس کی وجہِ شہرت یہ ہے کہ جب یہود نے نبی کریم صلی اللہ علیہ

وآلہ وسلم سے کیا ہوا معاہدہ امن توڑا تو ان کی سزا یہ مقرر کی گئی کہ معاہدے کی حد میں پامال کرنے والے یہودیوں کو قتل کر دیا جائے! ابھی سزا کا یہ حکم سنایا نہیں گیا تھا کہ ایک صحابی جن کا نام حضرت ابو بابہ رضی اللہ عنہ تھا انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ راز یہودیوں کو بتا دیا، بعد میں انہیں سخت ندادست ہوئی تو انہوں نے خود کو مسجد نبوی شریف کے ایک ستون کے ساتھ رسیوں سے باندھ لیا اور عرض کی کہ میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا مجرم ہوں، جب تک آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مجھے معاف نہیں فرمائیں گے، تب تک اللہ مجھی مجھے معاف نہیں فرمائے گا۔ پھر چند دن کے بعد ان کی توبہ قبول ہوئی۔

#### ستونِ سریر

سریر کا مطلب ہے سونے کی جگہ یہ وہ جگہ ہے جہاں رسول اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اعتکاف فرمایا۔ اس جگہ آپ کا بستر مبارک بچھا ہوتا اس بستر پر اکثر سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آرام فرمایا کرتے۔

#### ستونِ وفود

اس جگہ مدینہ سے باہر آئے ہوئے وفواد آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ملاقات کیا کرتے تھے۔

ستونِ سیدنا علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم  
 اس جگہ حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم اکثر نماز ادا کیا کرتے تھے  
 نیز اس جگہ بیٹھ کر سر کار دو جہاں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پاسانی بھی کیا کرتے۔  
 رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے  
 جھرہ مبارک سے نکل کر مسجد میں داخل ہوتے تو اسی جگہ سے ہو کر گزرتے۔ اکثر  
 اوقات دیگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بھی حضرت علی علیہ السلام کے ساتھ بیٹھ جایا  
 کرتے اس مناسبت سے اسے ستون علی کہتے ہیں۔

### ستونِ تہجد

یہ ستون اصحاب صفہ کے چبوترے کے سامنے اور حضرت سیدہ فاطمہ  
 الزہراء سلام اللہ علیہا کے جھرہ کے کونے پر واقع ہے اس جگہ نبی کریم صلی اللہ علیہ  
 وآلہ وسلم نماز تہجد ادا فرماتے اس لیے اس کا نام ستون تہجد ہے۔

### ستونِ جبرائیل

اس جگہ سے حضرت جبرائیل داخل ہو کر نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی  
 خدمت میں حاضر ہوا کرتے تھے آج کل یہ ستون روضہ مبارک کے اندر آنے کی  
 وجہ سے نظروں سے اوچھل ہے۔

ستون سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا

روضہ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جانب سے شمار کیا جائے تو تیرا  
 ستون ستون عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کھلاتا ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم  
 نے اپنی حیات مبارکہ میں فرمایا تھا کہ اس مسجد میں ایک ایسی متبرک جگہ موجود ہے  
 اگر لوگوں کو اس کی فضیلت کا اندازہ ہو جائے تو وہ قطاروں میں کھڑے ہو کر اس  
 جگہ نماز پڑھیں مگر آپ نے وہ جگہ نہ بتائی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وصال  
 کے بعد صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے درخواست  
 کی کہ اس جگہ کی نشاندہی کر دیں تو آپ نے انکار کر دیا لیکن بعد میں حضرت  
 عبد اللہ ابن زبیر کے اصرار پر اس جگہ کی نشاندہی کر دی، چونکہ اس جگہ کی نشاندہی  
 امام المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمائی، اسی مناسبت سے اس ستون  
 کا نام ستون عائشہ رضی اللہ عنہا پڑ گیا۔

## مدینہ شریف کے راستوں کے آداب

شریعتِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جہاں ہر چیز کے اصول و قواعد مقرر کیے ہیں وہیں راستوں کے آداب بھی مقرر کئے گئے ہیں، جن کی پاسداری ضروری ہے، سو چنانچا ہے کہ جب عامَّگلی کو چوں میں چلنے پھرنے اور اٹھنے بیٹھنے کے آداب مقرر ہیں تو کوچہ حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے آداب کی پاسداری کس قدر ضروری ہے، اہلِ محبت مدینہ شریف کے ہرگلی، کوچے، مقام اور مکان سے نہ صرف والہانہ محبت کرتے ہیں بلکہ سلامِ محبت بھی پیش کرتے ہیں۔ عرب کے ایک شاعر محترم کے خوبصورت اشعار کا ترجمہ یہ ہے:

”میں محبوب کے گھر سے بے پناہ محبت رکھتا ہوں۔ اس کے پاس سے گزرتا ہوں، تو کبھی اس دیوار کو بوسہ دیتا ہوں، کبھی اُس کو، مجھے یہ لگاؤ فقط اس گھر کے سنگ و خشت سے نہیں، بلکہ اس کے رہنے والے کی نسبت سے ہے۔“

کیونکہ--

مکانوں کی جورونق ہے وہ ہوتی ہے مکینوں سے

اسی مضمون پر بنی میرا ایک شعر ہے۔

میرے نبی کے شہر سے منسوب جو ہوا  
 طیبہ کے ہر مکان کو میرا سلام ہو  
 زائرِ طیبہ کو چاہیے کہ مدینہ طیبہ کے راستوں کا بے حد احترام کرے، امام  
 مالک علیہ الرحمہ جب مدینہ شریف کے راستوں پر چلتے تو کنارے کنارے چلا  
 کرتے تھے تاکہ کہیں اس مقام پر قدم نہ پڑ جائیں جہاں سید والاصلی اللہ علیہ وآلہ  
 وسلم کے نعلین مقدس مس ہوئے ہوں، امام الحسن علی حضرت فاضل بریلی رحمۃ  
 اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

حرم کی زمین اور قدم رکھ کے چلنا  
 ارے سر کا موقع ہے او جانے والے  
 لہذا چاہیے کہ راستوں میں ایک طرف ہو کر چلے، رستے میں درود و سلام  
 پڑھتے ہوئے جائے، دنیاوی گفتگو صرف بقدر ضرورت ہی کرے، چلتے ہوئے یہ  
 تصور رکھ کے یہ وہ راستے ہیں جہاں محبوب خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قد میں  
 مبارک لگے ہیں، بعض اہل محبت تو مدینہ شریف میں ادب اور احتیاطاً نگے پاؤں چلتے  
 ہیں، اکثر محمد شین کرام کا مبارک طریقہ بھی یہی تھا کہ وہ مدینہ شریف میں جوتا نہیں  
 پہنچتے تھے، البتہ یہ بھی مدنظر رہے کہ جوتا پہن کر چلنا بھی سنت ہے اگر محبت اور ادب  
 آپ کو ننگے پاؤں چلنے پر مائل کرے تو خیال رہے کہ صرف ننگے پاؤں چلنا ہی کافی

نہیں ہے بلکہ دیگر امور کا خیال رکھنا بھی ضروری ہے۔

میں نے نومبر 2023 کی حاضری کے دوران ایک شخص کو دیکھا جو نگے پاؤں مسجد بنوی کی طرف رواں دواں تھا مگر افسوس کہ وہ راستے میں تھوکتے ہوئے جا رہا تھا، سوچنا چاہیے کہ راستوں میں تھوکنا تو ویسے ہی تہذیب کے خلاف امر ہے، اور مدینہ شریف کے راستوں پر تھوکنا، بد تہذیبی کے علاوہ بے ادبی کے زمرے میں بھی آتا ہے اور یہ بھی ممکن ہے کہ وہی تھوک کسی اور اہل محبت کے پاؤں پر گلگ جائے اور وہ اسی طرح مسجد میں داخل ہو جائے لہذا احتیاط ضروری ہے۔  
 مدینہ طیبہ کے راستوں پر چلتے ہوئے فضول گفتگو اور ہنسی مذاق سے اجتناب کرنا چاہیے، راستوں میں سگریٹ نوشی اور اس جیسی دیگر فضولیات سے اجتناب کرنا چاہیے، اللہ کریم ہمیں اس شہر مقدس کے آداب بجالانے کی توفیق عطا فرمائے۔

آمین ثم آمین

## حاضری کے آداب

مذینہ طبیبہ کی زیارت بہت بڑا شرف ہے یہ کسی عام خطہ ارض کی سیر کی مشن نہیں ہے، بلکہ یہ زیارت بارگاہِ مصطفیٰ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے، اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اذن اور بلا و برا ذی شان ہے کیونکہ یہ سید عالم، شفیع معظم، شاہِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا بلا وفا ہے سورۃ النور میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

لَا تَجْعَلُوا دُعَائِ الرَّسُولِ يَئِنْكُمْ كَدُعَائِي بَعْضُكُمْ بَعْضاً  
رسول کے بلا نے کو آپس میں ایسا نہ ٹھہرالوجیسا تم میں ایک دوسرے کو بلا تے ہو۔  
معلوم ہوا کہ جو بلا نے جائیں وہی جاتے ہیں، اور جو اس در پر آ جاتے  
ہیں پھر ان کے لیے شفاعتِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم واجب ولازم ہو جاتی  
ہے۔ بشرطیکہ اس در پاک کے آداب، تعظیم، تکریم اور تو قیر کو ملحوظ خاطر رکھا جائے۔  
اپنا ایک شعر پیش کرتا ہوں۔

در پ آئے ہوئے خالی نہیں بھیجے جاتے  
رنگ گورے ہیں کہ کالے نہیں دیکھے جاتے

مذینہ شریف میں حاضری کے ظاہری آداب بھی ہیں اور باطنی بھی، باطنی آداب یہ ہیں کہ دل عجز و انکسار سے معمور ہو، اور ہر لمحہ رحمت عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رحمت کی جانب توجہ رہے، آقائے دو جہاں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ عالیہ کی عظمت ہر وقت دل میں جا گزیں رہے، اس دربار کی رفت و شوکت کے تصور سے روح لرزائ رہے، رحمت عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رحمت کی پختہ امید اور اپنی کوتا ہیوں اور خامیوں کے خیال سے دل لرزتا رہے۔

زارِ دیار رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو چاہیے کہ ظاہری آداب کا بھی خوب لحاظ رکھے، ہر ساعت، ہر لمحہ لبوں پر درود و سلام جاری رکھے، آنکھیں نم، آواز مدهم، الفاظ با ادب اور لمحہ شاستہ رکھے، کسی بھی شخص سے ناشاستہ لمحہ میں بات کرنے سے گریز کرے، صورت حال جیسی بھی ہو، احتیاط کا دامن تھام کر رکھے، کچھ ایسے محدثین بھی گزرے ہیں جو تلاوت قرآن کرتے ہوئے قرآن کے اوراق بھی اس آہستگی سے پلٹتے تھے کہ اوراق کی آواز بھی پیدا نہ ہونے پائے۔

جب تک مدینہ طیبہ کی حاضری نصیب ہو۔ ایک سانس بھی بیکار نہیں جانا چاہیے، ضروریات کے سوا اکثر اوقات مسجد شریف میں با طہارت حاضر رہے، نماز، تلاوت قرآن اور درود و سلام میں محو رہے، دنیا کی بات کسی مسجد میں بھی نہیں کرنی چاہیے، اور مسجد نبوی شریف میں تو ایسا کرنا اور بھی معیوب ہے، مسجد نبوی شریف

میں جاتے ہوئے نیتِ اعتکاف کر لینی چاہیے۔

کوشش کرنی چاہیے کہ ظاہر و باطن اور روح و بدن با ادب رہیں، تعظیم و توقیر کے وہ سب تقاضے ملحوظ رہیں، جن پر صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے عمل کر کے دکھایا، جھکا ہوا سراٹھنے نہ پائے، بھیگ آنکھیں خشک نہ ہونے پائیں اور حضوری کی کیفیتیں منقطع نہ ہوں، بدن لرزیدہ ہوا اور دل عاجزی کی تصویر ہو۔  
—بقول اقبال عظیم رح:

مدینے کا سفر ہے اور میں نم دیدہ نم دیدہ  
جبیں افسردہ افسردہ قدم لغزیدہ لغزیدہ

چلا ہوں ایک مجرم کی طرح میں جانب طیبہ  
نظر شرمندہ شرمندہ بدن لرزیدہ لرزیدہ

مدینے جا کے ہم سمجھے تقدس کس کو کہتے ہیں  
ہوا پاکیزہ پاکیزہ فضا سنجیدہ سنجیدہ  
با خصوص مواجهہ شریف میں حاضری دیتے ہوئے آداب کی پابندی کو  
مزید ملحوظ رکھنا چاہیے اور ہر گھری یہ حقیقت ذہن نشین رہنی چاہیے کہ یہاں آقاۓ

دو جہاں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم موجود ہیں۔  
قارئین کرام!

میں اسے اتفاق کھوں یا منشاء خلاق کھوں کہ امتی جب باب السلام سے  
سرکارِ کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں سلامی پیش کرنے کے لیے حاضر  
ہوتا ہے تو باعیں جانب حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا رخ انور ہے گویا جس  
طرف دل ہے اسی طرف دلدارِ کائنات کی ذات اقدس ہے۔

دور کے بدلنے کے ساتھ ساتھ حالات، واقعات اور تقاضے بھی بدل  
جاتے ہیں اور احکام بھی تبدیل ہو جاتے ہیں، نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی  
امت روز بروز وسعت اختیار کر رہی ہے، اور نشوونما پا رہی ہے، اسی کے ساتھ  
ساتھ زائرین کی تعداد میں بھی اضافہ ہو رہا ہے، اگرچہ پورا مدنی حرم بہت ہی عزت  
و تکریم اور شان و شوکت والا ہے، مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا گرد و پیش اور اس  
کا داخلی گوشہ گوشہ بہت بابرکت اور با تو قیر ہے، مگر مسجد نبوی کا وہ حصہ جسے  
احادیث میں روضة من ریاض الجنة فرمایا گیا ہے وہ اپنی شان اور عظمت کے  
حوالے سے بے مثل و بے مثال ہے ہر زائر کی یہ اشد تمنا ہوتی ہے کہ وہ جلد از جلد  
ریاض الجنة میں اپنے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کے قرب میں پہنچ جائے اور وہاں  
درود وسلام کے نذرانے پیش کرے، عرض و نیاز کرے اور شکرانے کے نوافل ادا

کرے، کیونکہ اس مقام پر نماز پڑھنا ایسا ہی ہے جیسے جنت میں نماز ادا کی جائے۔

اب ایک طرف تو اس جگہ کی شان اور فضیلت ہے دوسری طرف ہر محب اور عاشق کی وہاں حاضری کی حرمتیں اور تیسری جانب زائرین کا جم غیر اور ان زائرین کو بغیر کسی بد مزگی اور حادثے کے بحفاظت قرب رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں پہنچانا، جو درحقیقت ایک بھاری ذمہ داری ہے، اس حاضری کو بہتر اور ماحول کو خوشگوار بنانے اور جدید تقاضوں سے ہم آہنگ کرنے کے لیے سعودی حکومت نے نسک کے نام سے ایک موبائل اپلیکیشن بنائی ہے جس پر انٹرنیٹ کے ذریعے آن لائن اپلاٹی کر کے ریاض الجنتہ کی حاضری کا اجازت نامہ حاصل کیا جاتا ہے، اور ہر زائر چالیس دن میں ایک ہی بار ریاض الجنتہ میں حاضری دے سکتا ہے، جس سے سب زائرین کو حاضری کے یکساں موقع میسر آتے ہیں، اگرچہ یہ پابندی عشا قان رسالت پر گراں گزرتی ہے، ایک وقت تھا جب جب اس پابندی کا وجود نہ تھا ہم نے وہ پر بہار اور خوشگوار دن بھی دیکھے ہیں جب ہم روزانہ ریاض الجنتہ میں بیٹھنے کی سعادت حاصل کیا کرتے تھے مگر اب حالات و واقعات کا یہی تقاضا ہے کہ حکومت اور انتظامی اداروں نے جو اصول و قواعد مقرر کئے ہیں ان پر عمل کیا جائے، لیکن مقامِ افسوس ہے کہ کچھ لوگ اس بارگاہ میں پہنچ کر بھی ثواب کے لائچ میں خیانت کے مرتكب ہوتے ہیں اور ہر چھیر سے کئی کئی بار ریاض الجنتہ

میں پہنچ جاتے ہیں جس سے دیگر زائرین کی حق تلفی ہوتی ہے، خدار اس سے اجتناب کریں، کس مون کا دل نہیں چاہتا کہ وہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قرب میں وقت گزارے، لہذا آپ خود سوچیں کہ دوسرے لوگوں کے حقوق اور جذبات کا خیال رکھنا کتنا ضروری ہے۔

القول البدیع میں امام سخاوی علیہ الرحمہ ارشاد فرماتے ہیں: "حضور نبی رحمت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قبر انور کی زیارت کرنے والے کلیئے مستحب یہ ہے کہ جب اس کی نظر مدینہ طیبہ کے معاہد، حرم، کھجوروں اور مکانات پر پڑے تو کثرت سے درود و سلام پڑھے، مدینہ طیبہ کے میدانوں کی تعظیم، مدینہ طیبہ کی منازل اور گھاس والی زمینوں کی عزت ذہن میں رکھے۔ کیونکہ یہ وہ مقامات ہیں جو وحی اور نزول قرآن سے آباد ہوئے، جبریل اور میکا ایل علیہما السلام یہاں کثرت سے آتے جاتے تھے اس زمین پر سید البشر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف فرمائیں، اللہ تعالیٰ کا دین اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سُنّن جتنی بھی پھیلیں یہاں سے پھیلیں، یہ جگہیں ہی فضیلتوں اور خیرات کی مشاہد، برائیں و محراجات کی معاهد ہیں، یہ عظمت اس لئے ذہن میں رکھے تاکہ اس کا دل آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہیبت، تعظیم، اجلال اور محبت سے لبریز ہو جائے، اس طرح آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعظیم و اجلال رکھے گویا وہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو سامنے دیکھ رہا ہے اور یہ یقین

رکھے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس کا سلام من رہے ہیں۔ اور تکالیف میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس کے مد دگار ہیں یہ سب چیزیں اس لئے منظر رکھتے تاکہ لوگوں سے جھگڑنے اور غیر مناسب کاموں اور ناشائستہ کلام سے اجتناب کرے۔ بعض متاخرین نے لکھا ہے مسافر مدینہ کو چاہئے کہ جب کسی ایسی جگہ سے گزرے جہاں حضور علیہ السلام کا نزول ہوا یا کسی جگہ پر تشریف فرمائے تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود وسلام پیش کرے اور ان مقامات سے انس و پیار کا اظہار کرے۔

علامہ ابن قیم جوزی اپنے مشہور قصیدہ نونیہ میں بارگاہ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے آداب کا ذکر کچھ یوں ہے: جب ہم مسجد بنوی میں حاضر ہوں تو سب سے پہلے دور کعت نماز تجویہ المسجد ادا کریں۔ پھر باطنًا و ظاہرًا انتہائی عاجزی و انکساری کے ساتھ حضوری کی تمام تر کیفیتوں میں ڈوب کر قبر انور کے پاس کھڑے ہوں۔

یہ احساس دل میں جا گزیں رہے کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی قبر انور میں زندہ ہیں سماعت بھی فرماتے ہیں اور کلام بھی فرماتے ہیں، پس وہاں کھڑے ہونے والوں کا سرا دباؤ تعظیماً جھکار ہے۔

بارگاہ بنوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں یوں کھڑے ہوں کہ رعبِ مصطفیٰ

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پاؤں تھر تھر کانپ رہے ہوں اور آنکھیں بارگاہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں مسلسل اشکوں کا نذر انہ پیش کرتی رہیں اور وہ طویل زمانوں کی مسافت طے کر کے حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانے میں کھوجائیں۔

پھر مسلمان حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں وقار و ادب کے ساتھ ہدیہ سلام پیش کرتے ہوئے آئیں جیسا کہ صاحبانِ ایمان و صاحبانِ علم کا شیوه ہے۔

حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قبر انور کے قریب آواز بھی بلند نہ کرے، خبردار! اور نہ ہی سجدہ ریز ہو۔

یہی زیارت افضل اعمال میں سے ہے اور روزِ حشر سے میزان حسنات میں رکھا جائے گا۔ (ابن قیم، القصیدۃ النونیۃ)

## زارِینِ مدینہ کے نام اہم پیغام

زارِینِ مدینہ طبیبہ کو اپنی حاضری مودب بنانے کے لیے بہت سے امور کا خیال رکھنا از حد ضروری ہے، چند اہم ترین امور یہ ہیں۔

سرور کو نین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مبارک و مقدس دیار میں پہنچ کر اللہ کی بارگاہ میں شکرانے کے نوافل ضرور پڑھیں اور صدقہ بھی کریں، اس کے علاوہ کچھ بانت کر بھی اٹھاہرِ مسرت کیا جاسکتا ہے۔

ظاہری و باطنی طہارت کا خصوصی اہتمام کریں، کوشش کریں کہ ہر وقت باوضور ہیں، اپنے خیالات اور سوچوں کی پاکیزگی کا بھی اہتمام کریں، اور ایسی چیزوں سے اجتناب کریں جو خیالات کو منتشر کرنے والی ہوں، مرد زارِین خوشبو لگانے کا اہتمام بھی ضرور کریں۔

جس قدر بھی ہو سکے حرم نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں بیٹھ کر موبائل فون کے استعمال سے بچیں، ہر وہ چیز جو توجہ اور دھیان بٹائے، اس سے احتیاط لازم ہے، بعض اوقات موبائل استعمال کرتے ہوئے ایسے شرمناک ایڈز سامنے آ جاتے ہیں جو ذہن اور نیگاہ کی پاکیزگی کو بھی پامال کرتے ہیں اور بارگاہ رسالت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تقدس کے بھی منافی ہیں بلکہ میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ ایک شیطانی

حملہ ہے، میرا ایک مشورہ ہے کہ موبائل فون کا استعمال ضروری ہو تو حرم سے باہر یا اپنی رہائش پر کریں۔

اپنے پاس رومال یا ٹشوپی پر ضرور رکھیں۔

سامان سفر میں اپنے پاس جوتے ڈالنے کے لیے ایک یادو تھیلیاں ضرور رکھیں، اور جب بارگاہ رسالت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں حاضری کے لیے آئیں تو تھیلی میں جوتے ڈال کر مقررہ جگہ پر رکھ دیں اور واپسی پر وہیں سے اٹھائیں۔ دیکھا گیا ہے کہ بعض لوگ حرم نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں حتیٰ کہ مواجهہ شریف کے سامنے سے گزرتے ہوئے بھی اپنے جوتے ساتھ ساتھ رکھتے ہیں، ایسا کرنا سوئے ادب ہے، معمولی قیمت کے جوتے کی حفاظت کی خاطر اسے دوران حاضری ساتھ رکھنا نامناسب ہے۔ دیکھا گیا ہے کہ گرمیوں کے موسم میں ماربل سخت گرم ہوتا ہے اور ننگے پاؤں چلنا خاصاً دشوار ہوتا ہے لہذا اس کا حل یہ سمجھ میں آتا ہے کہ موزے یا جرایبیں پہن لی جائیں اور جوتے ایک طرف ہی رکھ جائیں۔

حرم نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں دنیاوی گفتگو سے بچیں، بعض لوگوں حرم پاک میں بیٹھ کر کاروباری معاملات کی ڈینگ شروع کر دیتے ہیں، اور بعض لوگ ایک دوسرے سے ٹریولنگ ایجنسیوں کے ریٹ اور سفری پکج کے متعلق

تبادلہ خیال کرتے ہوئے تفصیلات میں چلے جاتے ہیں اور بہت سا وقت یوں ہی بر باد ہو جاتا ہے، ایسا کرنا نہایت معیوب ہے، اس سے بچنا چاہیے اور صرف ضرورت کی بات ہی کرنی چاہیے۔

اکثر یہ دیکھنے میں آیا ہے کہ ریاض الجنة میں حاضری کے وقت جب دروازہ کھلتا ہے تو اکثر خواتین و حضرات عالمِ جذبات میں دوڑنا شروع کر دیتے ہیں یہ بات بھی دائرہ ادب سے باہر ہے، سر کو جھکائے، عاجزانہ انداز میں آہستہ قدم چلانا ہی مناسب ہے۔

ایک اور بات جو میرے لیے اکثر نہایت تکلیف کا باعث بنتی ہے وہ یہ ہے کہ بعض زائرین مسجد بنوی شریف سے جاتے ہوئے جب جو تے پہنچ لگتے ہیں تو جوتے اس زور سے زمین پر پھینکتے ہیں جس سے پیدا ہونے والا بے ہنگام شور بہت نامناسب معلوم ہوتا ہے اس سے بچنا بہت بہت ضروری ہے۔

بعض زائرین بارگاہ بنوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں حاضر ہو کر اپنی فیملی کو ویدیو کال کے ذریعے سلام کروارے ہوتے ہیں، اور اس بات کا خیال نہیں رکھتے کہ اس کے افراد خانہ آداب زیارت ملحوظ رکھے ہوئے ہیں یا نہیں، باوضو ہیں یا نہیں۔ اور دوسروں کو زیارت کروانے کے چکر میں بعض اوقات خود غیر حاضر ہو جاتے ہیں، چاہیے یہ کہ اپنا سلام کر کے اور جن لوگوں نے سلام پیش کرنے کا کہا ہو

ان کی طرف سے بھی دست بستہ سلام عرض کرے تاکہ توجہ اور یکسوئی میسر رہے۔  
اہل محبت مواجهہ کے سامنے سے گرد نیں جھکا کر، لبؤں پر درود و سلام سجا کر،  
شرمساری سے آنسو بہا کر گزرتے ہیں۔

ہمیں بھی چاہیے کہ ہم دیار طیبہ میں اور بالخصوص مواجهہ شریف میں  
حاضری کے وقت تعظیم و تکریم کے سب تقاضوں کو ملحوظ رکھیں۔

اللہ کریم سے دعا ہے کہ وہ ہمیں سرویر عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ  
کے آداب سمجھنے، سیکھنے، اور ملحوظ رکھنے کی توفیق مرحمت فرمائے اور ہمیں محبین اور  
مؤذین کی صفت میں شامل رکھے اور ہماری حاضریوں کو ایسا با ادب بنادے کہ ہمیں  
مصطفیٰ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نگاہ التفات حاصل ہو جائے اور ہماری  
حاضریاں حضوریوں میں ڈھل جائیں۔

آمین ثم آمین یارب العالمین



شب غم کی سحر ان کا مدینہ  
ہے خوشبو کا غُر ان کا مدینہ

ہیں نوری دیکھنے آتے زمیں پر  
جمال ہر نظر ان کا مدینہ

وجودِ مصطفیٰ سے ہے مزین  
ہے فطرت کا ہنر ان کا مدینہ

سبھی رنگینیوں کو بھول جائے  
تو دیکھ آئے اگر ان کا مدینہ

بھلا دیکھا ہے کیا تو نے جہاں میں  
نہیں دیکھا اگر ان کا مدینہ

ہے فردوس بریں بھی خوب لیکن  
مذینہ ہے مگر ان کا مدینہ

رسول دو سرا کی جلوہ گاہیں  
ادھر مکہ اُدھر ان کا مدینہ

میری توقیر ہے اجمل اسی سے  
متاع معتبر ان کا مدینہ



در پہ آئے ہوئے خالی نہیں بھیجے جاتے  
رنگ گورے ہیں کہ کالے نہیں دیکھے جاتے

ان کی دلیز پہ مجرم کو اماں ملتی ہے  
عاصیوں کے لئے دروازے ہیں کھولے جاتے

بات اشکوں کی زبان میں ہی وہاں ہوتی ہے  
بول اوپنے وہاں جا کر نہیں بولے جاتے

بیٹھ کے قدموں میں ان کے یہ گزارش کی ہے  
میرے گھر سے بھی گزر جائیے آتے جاتے

آل احمد کی جدا شانیں ہیں سب سے واللہ  
پانچ تن پاک کے رتبے نہیں تو لے جاتے

قالے والو ذرا ٹھہرو میں آتا ہوں ابھی  
نعمت اک اور شنا لوں انہیں جاتے جاتے

میرے آقا کی حسین نعمت کا لکھنا پڑھنا  
ایسے منصب ہیں جو سب کو نہیں سونپے جاتے

نعمت کے بد لے نہیں کرتے تقاضے اجمل  
یہ وہ گوہر ہیں جو ہم سے نہیں بیچے جاتے



وہ کرم چاہیں جہاں پر بھی وہیں کرتے ہیں  
فیصلے گنبدِ خضرائی کے مکیں کرتے ہیں

جن پہ کرتے ہیں عنایات کی باش آقا  
اُن کی قسمت میں مدینے کی زمیں کرتے ہیں

آؤ بیکارو مدینہ سے شفاعیں لے لو  
درد کو دور شہہ دنیا و دیں کرتے ہیں

سنگریزوں کو وہ چاہیں تو زبان ملتی ہے  
کانچ کے ٹکڑوں کو وہ دُرِّشمیں کرتے ہیں

یوسفِ مصر بھی طالب ہیں اسی جلوہ کے  
چاکری جن کی حسینوں کے حسین کرتے ہیں

نقشِ پا دل پر رقم کرتے ہیں پتھر دیکھے  
خشک صحراوں کو وہ خلیدِ بریں کرتے ہیں

دیکھا جب جلوہ جانا تو پکاری دنیا  
دیکھ کر ان کو خدا کا بھی یقین کرتے ہیں

باب جبریل سے گزرے تو یہ جانا اجمل  
آ کے دربانی یہاں سدرہ نشیں کرتے ہیں

سلام بحضور سرورِ کونین ﷺ

تاجدارِ نبوت پہ بے حد سلام  
مصطفیٰ کی حکومت پہ بے حد سلام

والدین کریمین خیر الوری

بابا عبداللہ ماں سیدہ آمنہ

جن کا رتبہ ہے عالم میں سب سے جدا

ان کی ازلی طہارت پہ بے حد سلام

جن کی بیٹی ہے شہزادی کونین کی

دولتیں مل گئیں جن کو داریں کی

نانی اماں بنی ہیں جو حسین کی

اس خدیجہ کی قسمت پہ بے حد سلام

جگر پارہ انہیں مصطفیٰ نے کہا

زوجہ سیدۃ النساء مرتضیٰ

بیٹے جن کے حسین و حسن مجتبی  
خاندانِ رسالت پہ بے حد سلام

کام لیتے نہیں ہیں وہ انکار سے  
جس نے مانگا ملا اس کو سرکار سے  
خالی آیا نہ کوئی بھی دربار سے  
کملی والے کی عادت پہ بے حد سلام

اربou کھربou سے اجمل آ کا جی نہ بھرے  
کون لکھتا پھرے کون گفتگی کرے  
حق تو یہ ہے کہ نوکر تو یوں ہی کہے  
میرے آقا کی عظمت پہ بے حد سلام











